مارکنگ اسکیم اردو

(Marking Scheme Urdu)

سینئر سیکنڈری اسکول امتحان

مارچ 2017

اردو (الیکٹیو)

Urdu(Elective)

ممتحن حضرات کے لئے عام ہدایات:

(General Instructions for Head Examiners and Examiners)

ممتحن حضرات کو چاہیے کہ کاپیوں کی اصلاح چیکنگ شروع کرنے سے قبل وہ کاپیوں کی چیکنگ کے لیے رہنمائی کے جو نکات طے کیے گئے ہیں ان نکات کو خوب سمجھ بوجھ کر ذہن نشین کر لیں۔

امتحان کی کاپیوں کی جانچ کے لئے یکسوئی کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ سرسری انداز سے کاپیوں کی چیکنگ کر دینا خود ہماری دیانت داری اور خلوص کو مجروح کرتا ہے۔ اس طرح کی چیکنگ میں بہت سی ناہمواریاں بھی رہ جاتی ہیں۔ دوران چیکنگ کچھ اساتذہ نرمی کا رخ اختیار کرتے ہیں تو کچھ خاصے سخت ہو جاتے ہیں۔ دونوں ہی صورتوں میں طلبا کے نتائج متاثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح کی ناہمواریوں سے بچنے کے لئے کافی غور و خوض کے بعد ان نکات کا تعین کیا گیا ہے جس پر عمل درآمد کر کے ہم معیاری انداز سے کاپیوں کی جانچ کر پائیں گے۔

کاپیوں کی چیکنگ کے سلسلے میں رہنمائی کے جو نکات پیش کئے جا رہے ہیں ضروری نہیں کہ طلبا کے جوابات نمونے کی تشریح اور توضیح ہی کے انداز پر ہوں۔ مرکزی خیال والے سوالات کے جوابات میں انداز بدل سکتا ہے۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ نمبروں کی

تقسیم پر اس سے کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔ آپ کو ہر حال میں مارکنگ اسکیم کے دائرے میں رہ کر ہی چیکنگ کا عمل انجام دینا ہے تاکہ ماضی میں ہوتی رہی ناہمواریوں کو دور کیا جا سکے۔

امید ہے کہ اس صبر آزما کام کو آپ اپنا فرض سمجھ کر انجام دیں گے۔

ممتحن حضرات کا رویہ مشفقانہ ہونا چاہیے قواعد اور املا کی معمولی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔

صدر ممتحن (Head Examiner) اس بات کو ہر طرح سے یقینی بنائیں کہ مارکنگ اسکیم پر سختی سے عمل ہو رہا ہے۔ کچھ اساتذہ مارکنگ اسکیم (Marking Scheme) کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے روایتی انداز سے مارکنگ کرتے ہیں جس سے طلبہ کے نتائج متاثر ہوتے ہیں۔ اس طرف صدر ممتحن کو خصوصی توجہ دینی ہے۔

(1) سپریم کورٹ کے حالیہ حکم نامہ کے مطابق اب طلبہ اپنے جوابات کی کاپیوں کی عکسی کاپی (فوٹو کاپی) مقررہ فیس جمع کر کے سی۔بی۔ایس۔ای۔ سے حاصل کر سکتے ہیں اس لئے صدر ممتحن / ممتحن حضرات کو ہدایت دی جاتی ہے کہ کاپیوں کی چیکنگ میں کسی قسم کی کوئی لاپرواہی نہ برتیں اور مارکنگ اسکیم پر سختی سے عمل کریں۔

(2) صدر ممتحن اس بات کا اطمینان کرنے کے لئے کہ کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم (Marking Scheme) کے مطابق ہو رہی ہے، وہ ممتحن کی جانچی ہوئی ابتدائی پانچ کاپیوں کا باریک بینی سے جائزہ لے گا۔ جائزہ لینے اور یہ اطمینان کرنے کے بعد ہی کہ کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم کے مطابق ہو رہی ہے ممتحن کو مزید کاپیاں جانچنے کے لیے دے گا۔

(3) ممتحن حضرات کو کاپیاں جانچ کے لئے صرف اسی وقت دی جائیں جب جانچ کے پہلے دن ممتحن اجتماعی یا انفرادی طور پر مارکنگ اسکیم پر تبادلۂ خیال کر چکے ہوں۔

(4) کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم میں دی ہوئی ہدایت کے مطابق ہی کی جائے گی۔ یہ جانچ بھی ممتحن کے اپنے روایتی اندازِ فکر اپنے تجربے اور کسی دیگر بات کو مد نظر رکھ کر نہیں بلکہ صرف مارکنگ اسکیم کو ذہن میں رکھتے ہوئے کی جائے۔

(5) اگر کسی سوال کے کئی جزو ہیں تو ہر جزو کے نمبر بائیں ہاتھ کے حاشیہ میں الگ الگ دیے جائیں اور پھر تمام اجزا میں حاصل نمبروں کو جمع کر کے سوال کے آخر میں حاشیئے میں لکھ کر اس کے گرد دائرہ بنا دیا جائے۔

(6) اگر کوئی طالب علم ایسا جواب لکھتا ہے جو مارکنگ اسکیم میں موجود نہیں ہے لیکن وہ جواب صحیح ہے تو صدر ممتحن سے مشورہ کے بعد نمبر دیے جائیں۔

(7) اگر کوئی طالب علم دریافت کیے گئے جوابات سے زیادہ یعنی ایکسٹرا جواب لکھتا ہے تو جو جواب زیادہ معیاری ہو اس پر نمبر دیا جائے اور کم معیاری جواب کو زائد (Extra) تصور کرتے ہوئے کاٹ کر وہاں Extra لکھ دیا جائے۔ اور اگر کوئی طالب علم دریافت کیے گئے جوابات سے زیادہ جواب تحریر کر دیتا ہے اور پھر غلطی سے یا جلد بازی میں انھیں کاٹ دیتا ہے تو ایسی صورت میں زیادہ معیاری جواب کو ہی مطلوبہ جواب تصور کرتے ہوئے نمبر دیے جائیں۔

(8) اگر کوئی طالب علم دئے ہوئے اقتباس یا اس کے کسی حصے کو اپنے جواب کے لئے استعمال کرتا ہے مثلاً اقتباس میں دی ہوئی معلومات کو اپنے مضمون کے لئے استعمال کرتا ہے تو اس کے نمبر نہیں کاٹے جائیں گے سوائے اس کے کہ اس کا جواب دریافت کئے گئے سوالات سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔

(9) ممتحن حضرات کو سب ہی سیٹ کے سوال ناموں کی مارکنگ اسکیم کا باریک بینی سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ جس سے کہ وہ ہر سیٹ کی مارکنگ اسکیم سے بخوبی واقف ہو سکیں۔

(10) ممتحن حضرات کو چاہیے کہ جواب کی ہر کاپی کو کم سے کم پندرہ سے بیس منٹ کا وقت دیتے ہوئے اس طرح چیک کریں کہ روز بیس سے پچیس کاپی چیک کرنے میں پانچ سے چھ گھنٹے ضرور لگیں۔

(11) ممتحن حضرات اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم میں بتائی گئی نمبروں کی تقسیم کے مطابق ہی ہو۔

(12) ممتحن حضرات کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ ان کے پاس ایک نمبر (1) سے لے کر سو (100) نمبر تک کا پیمانہ ہے۔ برائے کرم اگر کسی سوال کا جواب درست ہے تو صد فی صد (100%) نمبر دینے سے گریز نہ کریں۔

(13) صدر ممتحن / ممتحن حضرات کو ہدایت دی جاتی ہے کہ اگر کاپیوں کی چیکنگ کے دوران کوئی ایسا جواب سامنے آتا ہے جو بالکل غلط ہے تو اس پر کراس (×) کا نشان لگا دیا جائے اور صفر دیا جائے۔

(14) زبان وادب کی کاپیاں جانچنے والے اکثر حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی طالب علم کو صد فی صد نمبر دینا ناممکن ہے۔ یہ خیال روایتی اور رجعت پسندانہ ہے۔اس عمل سے گریز کیا جانا اشد ضروری ہے۔

(15) اقدار پر مبنی سوالات کے سلسلے میں صدر ممتحن / ممتحن حضرات کے لیے خصوصی ہدایت یہ ہے کہ اگر طالب علم مناسب دلیلوں کے ساتھ کوئی ایسا جواب تحریر کرتا ہے جس کا حوالہ مارکنگ اسکیم میں موجود نہیں ہے تو اسے بھی درست تصور کیا جائے اور پورا پورا نمبر دیا جائے۔

(16) جب طلبا تخلیقی اظہار کرتے ہوں تب ان کے خوشخط اور املا پر بھی نمبر دینے کا خیال رکھیں۔

(17) متبادل جوابات (MCQ) والے سوالوں کے جواب میں اگر طالب علم درست جواب کی عبارت نہ لکھ کر صرف (a)/(b)/(c) لکھ کر اس کی نشان دہی کرتا ہے تب بھی اسے پورے نمبر دیئے جائیں گے۔

Code No. 30/1

مارکنگ اسکیم

اردو(ایلکٹیو)

URDU(Elective)

کل نمبر:100 | مقررہ وقت: 3 گھنٹے

M.M. 100 | Time Allowed: 3 Hours

سوال نمبر	ممکنہ جوابات/ویلیو پوائنٹ	نمبروں کی تقسیم
.1	درج ذیل اقتباسات میں سے کسی ایک کو غور سے پڑھیے اور اس سے متعلق پوچھے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔ 10 ''خوجی کی اکڑ جس سے اسے کافی نقصان پہنچتا ہے اس کے احساس برتری کی مظہر ہے۔ وہ اپنا نام کم سے کم مفتی خواجہ بدیع صاحب علیہ الرحمتہ والغفران بتاتا ہے۔ ہار جانے کے بعد بھی ہار نہیں مانتا۔ مار کھانے کے بعد اپنی قرولی کو ضرور یاد کرتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو ''فسانۂ آزاد'' کی شکل ہی کچھ اور ہوتی کیونکہ وہی ہے جو اس طویل کتاب کو خشک ہونے سے بچا لیتا ہے۔ خوجی کی وہ خصوصیت جو اسے زوال آمادہ جاگیردارانہ تمدن کا خالص کردار بناتی ہے اس کا جذبہ وفاداری ہے۔'' (i) یہ اقتباس کس سبق سے لیا گیا ہے اور اس کے مصنف کا کیا نام ہے؟ (ii) خوجی کی اکڑ کس چیز کی مظہر ہے؟ (iii) خوجی اپنا نام کیا بتاتا ہے اور اپنی قرولی کو کب یاد کرتا ہے؟ (iv) ''خوجی نہ ہوتا تو ''فسانۂ آزاد'' کی شکل ہی کچھ اور ہوتی'' کا کیا مطلب ہے؟ (v) خوجی کا جذبہ وفاداری اسے کیا بناتا ہے؟	

	یا	
	”جب سے اس ریلوے اسٹیشن کی حسن کاری ہوئی ہے میں بھی دوسروں کی طرح صبح کو ادھر ہی آجاتا ہوں۔ اب صبح کے وقت بہت لوگ آجاتے ہیں۔ مردوں، عورتوں اور بچوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ بہت چہل پہل رہتی ہے۔ پتہ نہیں یہ ضعیف آدمی یہاں کب سے آتا ہے۔ صبح کی سیر تو اس کا مقصد نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یہ آکر اسی بینچ کے اسی ایک گوشے میں بیٹھ جاتا ہے۔ اپنی چپل سے ایک پاؤں نکال کر دوسرے پاؤں کے گھٹنے پر رکھ کر ماتھے کا پسینہ رومال سے پونچھتا ہے پھر اپنے کسی ایک ہاتھ پر ٹھوڑی لگا کر بڑے گمبھیر اور انٹل ایکچویل انداز میں دیکھتا ہے۔ کہیں بہت دور سیر کر لینے کے بعد میں جب تھک جاتا ہوں تو اس سے کچھ دور والی بینچ پر بیٹھ کر اخبار پڑھنے لگتا ہوں اور کبھی کبھی گردن گھما کر اسے دیکھ بھی لیتا ہوں۔ وہ میری طرف کبھی نہیں دیکھتا یا تو وہ سامنے دیکھتا ہے یا پھر پٹنہ جنکشن کی طرف، جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔“	
	(i) یہ اقتباس کس سبق سے لیا گیا ہے اور اس کے مصنف کا کیا نام ہے؟	
	(ii) صبح کو ریلوے اسٹیشن پر کن لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے اور کیسا لگتا ہے؟	
	(iii) ضعیف آدمی اسٹیشن پر آکر کیا کرتا ہے؟	
	(iv) مصنف تھک جاتا ہے تو کیا کرتا ہے؟	
	(v) ضعیف آدمی کدھر دیکھتا رہتا ہے اور کیوں؟	
	جواب:	
2	(i) یہ اقتباس 'خوجی ایک مطالعہ' سبق سے لیا گیا ہے۔ اس کے مصنف احتشام حسین ہیں۔	
2	(ii) خوجی کی اکڑ اس کے احساس برتری کی مظہر ہے جس کی وجہ سے اسے کافی نقصان پہنچتا ہے۔	

2	(iii) خوجی اپنا نام مفتی خواجہ بدیع صاحب علیہ الرحمتہ و الغفران بتاتا ہے اور ہار جانے کے بعد بھی اپنی ہار نہیں مانتا۔ مار کھانے کے بعد اپنی قرولی کو ضرور یاد کرتا ہے۔	
2	(iv) خوجی کے نہ ہونے اور "فسانۂ آزاد" کی شکل بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ خوجی ہی ہے جو اس طویل کتاب کو خشک ہونے سے بچا لیتا ہے۔	
2 کل نمبر= 10	(v) خوجی کا جذبہ وفاداری اسے زوال آمادہ جاگیردارانہ تمدن کا خالص کردار بناتی ہے وہ جس کے ساتھ رہا اس کا نمک خوار رہا۔ اس پر ہر دم جان نثار کرنے کو تیار رہتا تھا۔	
	یا	
2	(i) یہ اقتباس افسانہ "میں، وہ" سے لیا گیا ہے۔ اس کے مصنف شفیع جاوید ہیں۔	
2	(ii) صبح کے وقت ریلوے اسٹیشن پر بہت لوگ آتے ہیں۔ مرد، عورتیں بچے وغیرہ۔ بہت چہل پہل رہتی ہے۔	
2	(iii) ضعیف آدمی اسٹیشن پر آکر بینچ پر ایک گوشے میں بیٹھ جاتا ہے۔ ایک پاؤں نکال کر دوسرے پاؤں کے گھٹنے پر رکھ کر ماتھے کا پسینہ رومال سے پونچھتا ہے پھر اپنے کسی ایک ہاتھ پر ٹھوڑی لگا کر بڑے گمبھیر اور انٹل ایکچویل انداز میں دیکھتا ہے۔	
2	(iv) جب مصنف تھک جاتا ہے تو کچھ دور والی بینچ پر بیٹھ کر اخبار پڑھنے لگتا ہے اور کبھی کبھی گردن گھما کر دیکھتا ہے۔	
2 کل نمبر= 10	(v) ضعیف آدمی سامنے دیکھتا ہے یا پھر پٹنہ جنکشن کی طرف لگتا ہے جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔	
	درج ذیل میں سے کسی ایک سوال کا جواب سو(100) الفاظ میں لکھیے۔ 5 (i) "فسانۂ آزاد" داستان ہے یا ناول؟ تجزیہ کیجیے۔ (ii) امراؤ جان کے کردار پر روشنی ڈالیے۔	.2

5 5 کل نمبر = 5	**جواب:** (i) ''فسانۂ آزاد'' میں بہت سے داستانوی عناصر نظر آتے ہیں۔ میاں آزاد ہر فن میں یکتا نظر آتے ہیں اور ایسے ایسے کام کرتے ہیں جو ایک عام انسان نہیں کر سکتا۔ ان کی انھی خوبیوں کی وجہ سے وہ ناول سے زیادہ داستان کا کردار معلوم ہوتے ہیں۔ یہی حال میاں خوجی کا ہے جو ایک ظریف بھانڈ نظر آتا ہے۔ ان کا یہ انداز فسانۂ آزاد کو داستان کے قریب تر لے جاتا ہے۔ لیکن لکھنؤ کی زوال آمادہ تہذیب کی عکاسی اسے ناول بناتی ہے۔ فسانۂ آزاد پوری طرح نہ تو داستان ہی ہے نہ پوری طرح ناول بلکہ دونوں کے بیچ کی کڑی ہے۔ اسی لیے کچھ لوگ اسے داستان نما ناول کہتے ہیں۔ **نوٹ:۔ یہ سوال طلبا کی ذہنی سطح سے بلند ہے۔ اگر طلبا اس کا جواب لکھتے ہیں تو اس کی چیکنگ میں ہمدردانہ رویہ اختیار کیا جائے۔** (ii) امراؤ جان ادا کا کردار ایک بے مثال کردار ہے۔ یوں تو رسوا نے اپنے تمام ہی کرداروں پر بھرپور توجہ دی ہے لیکن امراؤ جان ادا کے کردار پر خصوصی توجہ دی ہے۔ ابتدا ہی میں وہ ہمیں امراؤ جان سے اس طرح متعارف کر دیتے ہیں کہ اس کی زندگی کا کوئی راز ہم سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ وہ ایک وضع دار طوائف ہے، خوش مزاج ہے، شعر و شاعری کا شوق رکھتی ہے۔ گانے میں بے مثال ہے۔ حالات نے اسے شرف گھرانے سے طوائف کے بالاخانے تک پہنچا دیا۔ طوائف بننے کے بعد بھی اس میں ایک شریف عورت زندہ رہتی ہے لیکن وہ یہاں رہنے کے باوجود بھی دوسری طوائفوں سے الگ نظر آتی ہے۔ یہی اس کے کردار کی سب سے بڑی خوبی ہے۔	
	10 درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ (i) بلونت سنگھ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ تحریر کیجیے۔ (ii) ہوری نے اپنے گھر والوں کو کیا وصیت کی؟	.3

(iii) افسانہ ''میں، وہ'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(iv) اخترالایمان کسی ایک طرح کی تعلیم پر کیوں نہ جم سکے اور جگادھری پہنچے تو وہاں کیا منظر تھا؟

جواب:

(i) بلونت سنگھ ضلع گجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ بی۔اے۔ کرنے کے بعد معاش کی تلاش میں لاہور اور کراچی بھی گئے۔ رسالہ 'آج کل' کے نائب مدیر کی خدمات بھی انجام دیں۔ الہ آباد سے اردو میں رسالہ 'فسانہ' اور ہندی میں 'اردو ساہتیہ' جاری کیا۔ بلونت سنگھ بہت مشہور افسانہ نگار ہیں۔ ان کے افسانوں میں پنجاب کی دیہی زندگی کا رنگ ملتا ہے۔ جذبات نگاری میں انھیں کمال حاصل ہے۔ چھوٹے چھوٹے واقعات سے کہانی کا تانا بانا بنتے ہیں۔ دیوناگری میں بھی ان کی کئی تخلیقات ہیں۔ 5

(ii) ہوری نے اپنے گھر والوں کو یہ نصیحت کی کہ اپنی فصل کی حفاظت کے لیے پھر کبھی بجوکا نہ بنانا۔ اگلے برس جب ہل چلیں گے بیج کھیت میں سے کونپلوں کا جنم دے گا تو مجھے بانس میں باندھ کر کھیت میں کھڑا کر دینا۔ بجوکا کی جگہ پر میں تمھاری فصلوں کی حفاظت کروں گا۔ مجھے وہاں سے نہیں ہٹانا تاکہ جب لوگ دیکھیں تو انھیں یاد آئے کہ بجوکا نہیں بنانا کیونکہ بجوکا بے جان نہیں ہوتا۔ آپ سے آپ اسے زندگی مل جاتی ہے اور اس کا وجود اسے درانتی تھما دیتا ہے اور اس کا ایک چوتھائی فصل پر حق ہو جاتا ہے۔ 5

(iii) افسانہ 'میں، وہ' ایک بوڑھے اور نوجوان کے جذبات کی ترجمانی ہے۔ ضمیر متکلم کی حیثیت سے افسانہ نگار نے نوجوان کا کردار ادا کیا ہے۔ اس افسانے میں ایک بوڑھا معلوم کے مطابق روز صبح پلیٹ فارم کے آخری سرے پر بیٹھ جاتا ہے اور پٹنہ جنکشن کی طرف دیکھتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر نے مصنف پر بھی صبح 5

	سیر کی پابندی لگادی اور اسٹیشن کی تجدید کاری کے بعد وہ روز صبح سیر کو نکلتا ہے اور بوڑھے شخص کا معمول دیکھتا ہے۔ بوڑھا شخص روزانہ کی طرح پان والے سے آرہ کی ٹرین کے متعلق سوال کرتا ہے اور پان والا جواب دیتا ہے کہ اب کل آنا۔ مصنف بوڑھے سے بات چیت شروع کرتا ہے اور اس کے معمول کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ بوڑھا فلسفیانہ انداز میں زندگی کے اتار چڑھاؤ کا بیان کرتا ہے جسے مصنف سمجھ نہیں پاتا۔ مگر ایک عرصہ کے بعد وہ خود کو ایک بوڑھے کی جگہ پاتا ہے اور اس کا بھی وہی معمول بن جاتا ہے۔	
5 کل نمبر = 10	(iv) اخترالایمان کے والد کا پیشہ امامت تھا جس کے سلسلے میں مختلف جگہوں پر امامت کرتے تھے۔ والد کی اسی خانہ بدوشانہ زندگی نے اخترالایمان کو کبھی ایک طرح کی تعلیم پر جمنے ہی نہیں دیا۔ کبھی سرکاری اسکول میں داخل کر دیا جاتا تو کبھی قرآن حفظ کرنے کے لیے مدرسہ میں۔ اخترالایمان جب جگادھری پہنچے تو شہر کے باہر سڑک کے کنارے ایک چوکی دار سے ان کے والد کی تکرار ہو گئی۔ جھگڑا اس بات پر تھا کہ وہ وہاں رات گزارنا چاہتے تھے مگر جھگڑے کے بعد ارادہ ترک کر دیا اور کچی سڑک پر آگے بڑھ گئے۔	
	درج ذیل شعری حصوں میں سے کسی ایک کو غور سے پڑھیے اور اس سے متعلق پوچھے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔ 10 (i) دونوں جولاں گاہ جنوں ہیں بستی کیا ویرانہ کیا اٹھ کے چلا جب کوئی بگولا، دوڑ پڑا دیوانہ بھی (ii) خود رفتگی شب کا مزا بھولتا نہیں آئے ہیں آج آپ میں یارب کہاں سے ہم (iii) جنگل میں ہوئی ہے شام ہم کو بستی سے چلے تھے منھ اندھیرے	4.

(iv) پرسش غم کو وہ آئے تو اک عالم ہوگا
دیدنی کیفیت قلب و جگر بھی ہوگی

(v) زماں و مکاں تھے مرے سامنے بکھرتے ہوئے
میں ڈھیر ہو گیا طولِ سفر سے ڈرتے ہوئے

(i) شاعر بستی اور ویرانے میں کیا مناسبت بتارہا ہے؟

(ii) شاعر کو خودرفتگی شب کا مزہ کیوں نہیں بھولتا؟

(iii) قواعد کی رو سے جنگل اور بستی کیا ہیں؟

(iv) شاعر کے قلب و جگر کی حالت دیکھنے کے لائق کیوں ہوگئی؟

(v) طویل سفر سے شاعر کیوں ڈر گیا؟

یا

میں اوس بن کے برس جاؤ تیرے سبزے پر
میں گیت بن کے تری وادیوں میں کھو جاؤں

بس ایک بار بلالے مجھے وطن میرے
کہ تیری خاک کے دامن میں چھپ کے سو جاؤں

شگفتہ گھاس میں یہ زرد زرد ننھے پھول
نہ جانے کس لیے پگڈنڈیوں کو تکتے ہیں

انھیں خبر ہی نہیں ان کو چننے والے آج
گھروں سے دور کسی کیمپ میں سسکتے ہیں

(i) یہ بند کس نظم سے لیا گیا ہے اور شاعرہ کا نام کیا ہے؟

(ii) وطن کے لیے شاعرہ کیا تمنا کر رہی ہے؟

(iii) وطن سے مخاطب ہو کر شاعرہ کیا آرزو کرتی ہے؟	
(iv) شاعرہ کے نزدیک زرد پھول پگڈنڈیوں کو کیوں تکتے ہیں؟	
(v) گھروں سے دور لوگ کیمپ میں کیوں سسک رہے ہیں؟	
جواب:	
(i) شاعر کہتا ہے کہ بستی ہو یا ویرانہ دونوں ہی مقام وشت یا میدان کی مانند ہیں جہاں دیوانگی کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔	2
(ii) خود رفتگی شب کا مزہ شاعر اس لیے نہیں بھولتا کہ رات بھر مدہوشی کے عالم میں تھا۔ اب تک اس پر وہی سحر اور وہی نشہ طاری ہے اور اس کو نہیں معلوم وہ کس طرح ہوش میں آگیا۔ اس شعر میں حالیؔ نے صنعت تضاد کا خوب صورت استعمال کیا ہے۔	2
(iii) قواعد کی رو سے جنگل اور بستی متضاد الفاظ ہیں۔ اس شعر میں شاعر نے جنگل اور بستی کے الفاظ کا استعمال کر کے صنعت تضاد کا خوب صورت استعمال کیا ہے۔	2
(iv) شاعر محبوب کی آمد کی طرف سے مایوس ہو چکا ہے۔ اب اگر اس کا محبوب اس کی عیادت کے لیے آئے گا تو اس کی حالت غیر ہو جائے گی اور اس کے دل و جگر کی حالت خوشی کی وجہ سے بیان کرنے کے قابل نہیں ہوگی۔	2
(v) یہاں سفر سے مراد زندگی کا سفر ہے۔ طول سفر سے شاعر اس لیے ڈر گیا کہ کہیں اڑتے اڑتے اس کی منزل گم نہ جائے۔ کیونکہ جب منزل گم ہو جاتی ہے تو انسان تھک ہار کر بیٹھ جاتا ہے۔	2 **کل نمبر= 10**
یا	
(i) یہ بند نظم 'یادنگر' سے لیا گیا ہے اور اس کی شاعرہ کا نام شفیق فاطمہ شعریٰ ہے۔	2
(ii) وطن کے لیے شاعرہ کی یہ خواہش ہے کہ وطن کے سبزے پر اوس بن کر برس جاؤں اور یہ بھی تمنا ہے کہ گیت بن کر وطن کی حسین وادیوں میں کھو جاؤں۔	2

	(iii) وطن سے مخاطب ہو کر شاعرہ کی آرزو یہ ہے کہ اے وطن بس مجھے ایک بار اپنا دیدار کرادے۔ میری خواہش ہے کہ تیری خاک ہی میں مجھے موت آئے۔	2
	(iv) شاعرہ کے نزدیک زرد زرد پھول اس بات سے بالکل بے خبر ہیں کہ ان کے چننے والے ہاتھ تو ان سے بہت دور کسی کیمپ میں چلے گئے ہیں۔ وہ تو بس میرے انتظار میں بار بار پگڈنڈیوں کی طرف تک رہے ہیں۔	2
	(v) فسادات کی وجہ سے لوگ بے گھر ہو گئے ہیں اس لیے وہ کیمپ میں سسک رہے ہیں۔	2 کل نمبر= 10
.5	درج ذیل میں سے کسی ایک سوال کا جواب سو(100) الفاظ میں لکھیے۔ 5 (i) شفیق فاطمہ شعریٰ کی نظم ''یاد نگر'' کا تنقیدی جائزہ لیجیے۔ (ii) الطاف حسین حالی کی شاعری کے بارے میں ایک نوٹ لکھیے۔ **جواب:** (i) ہمارے ملک ہندوستان میں آئے دن فسادات ہوتے رہتے ہیں اور ان فسادات میں ہونے والی قتل و غارت گری اور انسانیت سوز واقعات رونما ہوتے ہیں جن کی تلخ یادیں ہمارے دل و دماغ پر چھائی رہتی ہیں۔ شفیق فاطمہ شعریٰ نے انھیں یادوں کو 'یاد نگر' میں پیش کیا ہے۔ شاعرہ وطن سے دور رہ کر وطن کی ہر چیز کو یاد کرتی ہے۔ فسادات کی وجہ سے وطن سے دور ایک کیمپ میں زندگی گزارنے پر مجبور ہے اور اس کیمپ میں رہ کر وطن کی مٹی، کھیت کھلیان، پھول، رستے، ندیاں، کنوین سب کچھ یاد آتے ہیں۔ مار کاٹ اور چیخ و پکار اور فسادات کی تباہ کاریوں کو نظم میں بڑے موثر انداز مین پیش کیا گیا ہے۔ نظم کی فضا غم انگیز اور دردناک ہے۔	5

	(ii) حالی کا شمار جدید اردو نظم کے بنیاد گزاروں میں ہوتا ہے۔ وہ نظم کے علاوہ غزل کے بھی اچھے شاعر تھے۔ ان کی غزلوں میں لہجے کا دھیما پن، مبالغے سے پرہیز، گفتگو کا انداز اور محاورے کی چاشنی نمایاں ہیں۔ حالیؔ نے بھلے ہی غزل پر "مقدمہ شعر و شاعری" میں جی بھر کے اعتراض کیا ہو لیکن ان کے کلام یں آج بھی ایسے اشعار کی تعداد کافی ہے جو انھیں ایک سچا، کھرا اور فطری شاعر ثابت کرتے ہیں۔	5 کل نمبر= 5
.6	درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ 10 (i) صنعت تضاد کسے کہتے ہیں؟ آرزو لکھنوی کی غزل کے چند مصرعوں سے اس کی مثال پیش کیجیے۔ (ii) "زندگی ہے تو بہر حال بسر بھی ہوگی" سے شاعر کی کیا مراد ہے؟ وضاحت کیجیے۔ (iii) ناظر کاظمی کی غزل گوئی کے امتیازات کیا ہیں؟ مختصر لکھیے۔ (iv) "گور غریباں" کے اشعار کس انگریزی نظم کا ترجمہ ہیں اور شاعر اس نظم میں کیا پیغام دینا چاہتا ہے؟ بیان کیجیے۔ **جواب:** (i) کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال جو ایک دوسرے کی ضد ہوں، صنعت تضاد کہلاتا ہے۔ آرزو لکھنوی کی غزل کے درج ذیل مصرعوں مں صنعت تضاد پائی جاتی ہے۔ ے اول شب وہ بزم کی رونق شمع بھی تھی پروانہ بھی رات آخر ہوتے ہوتے ختم تھا یہ افسانہ بھی اول شب اور رات کے آخر میں تضاد ہے ے دونوں جولاں گاہ جنوں میں بستی کیا ویرانہ کیا بستی اور ویرانہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔	3 2 کل نمبر= 5

	(ii) زندگی خوشیوں اور غموں سے عبارت ہے۔ کوئی بھی حال آئے اس کو گزر جانا ہے۔ زندگی تو ہر حال میں گزر ہی جائے گی خوشی سے گزار دی جائے یا رو دھو کر۔ (iii) ناصر کاظمی جدید غزل کے نمائندہ شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں۔ میر تقی میر کی غزل سے وہ براہ راست بھی متاثر ہوئے ہیں اور انھوں نے یہ اثر فراق گورکھپوری کے واسطے سے بھی قبول کیا ہے۔ ان کی غزل اپنے دھیمے لہجے اور دبے دبے درد اور جدید طرز احساس کی وجہ سے ممتاز ہے۔ انھوں نے اردو غزل کی داخلیت اور دروں بینی کو بیسویں صدی کے یاس انگیز ماحول کے ساتھ پیش کیا ہے۔ (iv) گورِ غریباں کے اشعار تھامس گرے کی نظم 'Elegy Written in a Country Church Yard" کا ترجمہ ہیں۔ اس نظم میں شاعر یہ پیغام دینا چاہتا ہے کہ زندگی کا انجام موت ہے۔ ہر ایک کو فنا ہے، امیر غریب، بادشاہ، فقیر کسی کو اس سے فرار نہیں۔ مرنے والوں کی ہڈیاں خاک میں مل جائیں گی بس مرنے والے کے اچھے کام اور ان کی یادیں باقی رہ جاتی ہیں۔	5 5 5 کل نمبر = 10
.7	درج ذیل میں سے صرف ایک سوال کا جواب سو(100) الفاظ میں لکھیے۔ 4 (i) نرمل ورمانے سیر و سیاحت کے دوران مسافر کی جن کیفیات کا ذکر کیا ہے انھیں اپنے الفاظ میں لکھیے۔ (ii) افسانہ ''جنم دن'' کے مرکزی کردار کی معاشی تنگ دستی کا حال اپنے الفاظ میں لکھیے۔ **جواب:** (i) ہر مسافر ہر جگہ اپنے پسندیدہ گوشے ڈھونڈ ہی لیتا ہے۔ مسافر جب ٹرام سے گزرتا ہے تو اس کے دل میں ہلکی سی ہچک ابھر آتی ہے۔ اس کا دل چاہتا ہے	

4 4 کل نمبر= 4	کہ یہیں اتر جاؤں۔ ندی کو دیکھ کر اس کے دل میں ایک آواز پیدا ہوتی ہے کہ میں کسی دن وہاں جاؤں گا۔ اس کے دل میں خیال آتا ہے کہ انجانے شہر میں اپنائیت کی بھوک بہت مستحکم ہوتی ہے۔ بوڑھے شکاری کے واپس جانے پر اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ اسے کھودے گا۔ کوئی نہیں جان پائے گا کہ کچھ دیر پہلے وہ اسی جگہ بیٹھا تھا۔ کھڑکی پر کھڑے لوگوں کو دیکھتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ اس نے یہاں آکر غلطی کی۔ اسے بھی لوگوں کی طرح پل کے پار سیدھے چلے جانا چاہیے۔ (ii) افسانہ ''جنم دن'' کا مرکزی کردار ایک مصنف ہے جو مفلس ہے۔ پبلشر اس سے کہانیاں لکھواتے ہیں مگر اس کی اجرت نہیں دیتے۔ دوستوں کا قرض دار ہونے کی وجہ سے اب آگے اسے کوئی قرضہ دینے کو بھی تیار نہیں۔ مکان کا کرایہ تک نہیں دیا جس کی وجہ سے مکان تک خالی کرنے کی نوبت آگئی۔ اپنے جنم دن پر اس کے پاس چائے کے لیے بھی پیسہ نہیں۔ اسی تنگ دستی سے تنگ آکر وہ خودکشی کرنے کی سوچتا ہے مگر ایک ملازم لڑکا اس کو دو آنے قرض دے دیتا ہے۔ مصنف اسی میں سے ایک آنہ اپنے لیڈر دوست گنگادھر کو دیتا ہے تاکہ وہ مزدوروں کے جلسے کی صدارت کر سکے۔ تمام کوششوں کے بعد تھک ہار کر رات کو بھوکا گھر پہنچتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پڑوسی فلم دیکھنے گیا ہوا ہے۔ لہٰذا مصنف پڑوسی کے گھر میں گھس کر چوری کر کے کھانا کھاتا ہے۔		
	درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ 6 (i) افسانہ ''جنم دن'' کے واقعات میں سے کس واقعہ نے آپ کو بے حد متاثر کیا اور کیوں؟ (ii) سائیکل کو دیکھ کر مصنف کو کیا خیال آیا اور اس نے بائیسکل کو دریا میں کیوں پھینک دیا؟	.8	

(iii) چیر ویاکوف کی موت کا سبب کیا ہے؟	
(iv) ناول ''بیوہ'' کا مرکزی خیال کیا ہے اور مصنف نے کیا بتانے کی کوشش کی ہے؟	
جواب:	
(i) افسانہ جنم دن کے واقعات میں جب یہ پتہ چلتا ہے کہ مصنف صبح سے بھوکا ہے تو ملازم لڑکا تڑپ اٹھتا ہے اور اپنے گھر جانے کے لیے جمع کیے گئے پیسوں میں سے دو آنے اسے قرض دینے کی پیش کش کرتا ہے۔اس واقعہ نے سب سے زیادہ متاثر کیا۔	3
(ii) سائیکل کو دیکھ کر مصنف کو یہ خیال آتا ہے کہ ہے تو یہ سائیکل ہی لیکن اس کی مجمل ہیئت سے صاف ظاہر تھا کہ ہل، رہٹ اور چرخہ اور اسی طرح کی جدید ایجادات سے پہلے کی بنی ہوئی ہے۔ سائیکل نہ تو بِک سکتی تھی نہ ہی اس کی مرمت کی جاسکتی تھی اور نہ ہی اس پر سواری کی جاسکتی تھی۔ اس لیے مصنف نے اس کو دریا میں پھینک دیا۔	3
(iii) احساس پشیمانی ہی چیر ویاکوف کی موت کا سبب ہے۔ اگر جنرل بری ژالوف اسے معاف کر دیتا تو اس کی موت نہ ہوتی۔ چر ویاکوف کو صرف اس بات کی شرمندگی تھی کہ اس سے یہ غیر اخلاقی عمل سرزد ہوا اور اسی شرمندگی نے اس کی جان لے لی۔	3
(iv) ناول ''بیوہ'' کا مرکزی خیال یہ ہے کہ شوہر کی وفات کے بعد عورت کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھا جائے بلکہ اس کی خوشیاں دوبارہ اس کو ملنی چاہئیں یعنی اس کی دوسری شادی ہونی چاہیے۔	3
مصنف نے یہی بتانے کی کوشش کی ہے کہ ودھوا کو اچھوت کا درجہ نہ دیا جائے۔ بیوہ کی دوسری شادی کی حمایت ہونی چاہیے۔	**کل نمبر** = 6

9.	درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے۔ 20 (i) اردو نثر کے آغاز وارتقا پر ایک نوٹ لکھیے۔ (ii) دبستان لکھنؤ کے مشہور شاعر خواجہ حیدر علی آتش کی شاعری کے امتیازات کیا ہیں؟ وضاحت کیجیے۔ (iii) عبدالرحمٰن بجنوری اور مجنوں گور کھپوری کی تنقید نگاری کے بارے میں لکھیے۔ (iv) اردو افسانہ نگاری کے آغاز و ارتقا کے بارے میں لکھتے ہوئے راجندر سنگھ بیدی کی افسانہ نگاری پر تبصرہ کیجیے۔ **جواب:** (i) **اردو نثر کا آغاز وارتقا** (a) اردو نثر کی ابتدا (b) فورٹ ولیم کالج کی خدمات (c) دلی کالج کی ادبی خدمات (d) سرسید کی خدمات (e) اختتام (ii) **دبستان لکھنؤ کے مشہور شاعر خواجہ حیدر علی آتش کی شاعری کے امتیازات** (a) دبستان لکھنؤ کی شاعری کی خصوصیات (b) دبستان لکھنؤ کے مشہور شاعروں کے نام (c) خواجہ حیدر علی آتش کی شاعری کی خصوصیات (d) دبستان لکھنؤ میں ان کا مقام (e) اختتام	10 10

10 10 کل نمبر= 20	(iii) **عبدالرحمٰن بجنوری اور مجنوں گورکھپوری کی تنقید نگاری** (a) عبدالرحمٰن بجنوری کی رومانوی تحریک سے وابستگی (b) عبدالرحمٰن بجنوری کی تنقید نگاری کی خصوصیات (c) اختتام (d) مجنوں گورکھپوری کی رومانوی تحریک سے وابستگی (e) مجنوں گورکھپوری کی تنقید نگاری کی خصوصیات اور مقام (f) اختتام (iv) **اردو افسانہ نگاری** (a) اردو افسانہ نگاری کا آغاز وارتقا (b) مشہور افسانہ نگاروں کے نام (c) راجندر سنگھ بیدی کی افسانہ نگاری کی خصوصیات (d) افسانوی ادب میں راجندر سنگھ بیدی کا مقام (e) اختتام **نوٹ:- سوال نمبر (i)، (iii) اور (iv) بچوں کی ذہنی سطح سے بلند ہیں۔ لہٰذا ممتحن حضرات سے درخواست ہے کہ اگر طلبا ان سوالات کا جواب لکھتے ہیں تو انھیں چیک کرتے وقت ہمدردی کا رویہ اختیار کریں۔**	
	درج ذیل میں سے صرف تین سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ 15 (i) علامہ اقبال کی نظم نگاری کا جائزہ لیجیے۔ (ii) کنہیالال کپور کی طنز و مزاح نگاری کے بارے میں لکھیے۔ (iii) فورٹ ولیم کالج کے قیام سے اردو کو کیا فائدے ہوئے؟ وضاحت کیجیے۔	.10

	(iv) "غالب نے مراسلہ کو مکالمہ بنادیا" اس خیال کی روشنی میں غالب کی مکتوب نگاری کا جائزہ لیجیے۔ **جواب:**	
	(i) اقبال اردو کے سب سے بڑے فلسفی شاعر ہیں۔ ان کا مشرقی اور مغربی فکر کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ قدیم و جدید علوم پر وہ گہری نظر رکھتے تھے۔ انھوں نے بیسویں صدی کے ذہنی، معاشرتی اور اخلاقی مسائل کا جائزہ انتہائی بالغ نظری کے ساتھ لیا ہے۔ اقبال کی فکر کے بہت سے پہلو آج کی تہذیب کو سمجھنے میں معاون ہوتے ہیں۔ خودی، عمل، عشق، زمان و مکان اور انسانی جبر واختیار کے موضوع پر اقبال کے اشعار ہماری اجتماعی فکر کا حصہ بن چکے ہیں۔ وہ جتنے بڑے مفکر تھے اتنے ہی بڑے فنکار تھے۔	5
	(ii) کنہیالال کپور کا شمار اردو کے ممتاز طنز و مزاح نگاروں میں کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنے بعض مزاحیہ مضامین میں خاص طرح کی نثر اور شاعری کے علاوہ کئی عام انسانی رویوں کو طنز کا نشانہ بنایا ہے۔ کنہیا لال کپور نے سماجی ناہمواریوں کی بہت جاندار تصویر پیش کی ہے جن میں ایک احتجاجی پہلو بھی ہے۔ ان کے کئی انشائیے بہت مقبول ہوئے جن میں برج بانو، گھر یاد آتا ہے، زندہ آباد، چار ملنگوں کی داستان، چوپٹ راجہ سبزہ باغ اور جانشین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔	5
	(iii) فورٹ ولیم کالج کے قیام سے اردو کو ایک تو یہ فائدہ پہنچا کہ فارسی اور سنسکرت کی بے شمار کتابوں کا اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا اور دوسرا سب سے بڑا فائدہ یہ پہنچا کہ ان کتابوں کے ترجمے کے لیے جو سادہ اور سلیس زبان اختیار کی گئی وہ ہی آگے چل کر اردو نثر کا نمایاں اسلوب قرار پایا گیا ہے اسی لیے تو اردو نثر کے ارتقا میں فورٹ ولیم کالج کی اہمیت سنگ میل کی ہے۔	5

5 کل نمبر= 15	(iv) غالبؔ نے مراسلے کو مکالمہ بنادیا۔" غالبؔ نے اپنے ایک خط میں خود ہی یہ کہا ہے کہ میں نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلے کو مکالمہ بنادیا، ہزار کوس دور بیٹھے بہ زبان قلم باتیں کیا کرو ہجر میں وصال کے مزے کیا کرو" ان کے خطوط کو پڑھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے دو بے تکلف دوست آمنے سامنے علمی گفتگو کر رہے ہیں۔ ان کے اردو خطوط میں ان کی اپنی زندگی اور زمانے کے بہت دلچسپ نقشے سمٹ آئے ہیں۔ انھوں نے جو اسلوب اختیار کیا تھا اس کی نقل کسی سے بھی ممکن نہ ہو سکی۔	
	درج ذیل سوالوں کے دیے گئے متبادل جوابات میں سے صحیح جواب کا انتخاب کر کے لکھیے۔ 5 (i) "کلیم الدین احمد" خاکے کا مصنف کون ہے؟ (a) احمد جمال پاشا (b) رشید احمد صدیقی (c) سید احتشام (ii) تشبیب اور مدح کا تعلق کس صنفِ شاعری سے ہے؟ (a) غزل (b) نظم (c) قصیدہ (iii) ان میں سے کون انشائیہ نگار ہے؟ (a) خواجہ حسن نظامی (b) جمیل مظہری (c) راجندر منچندا بانی	.11

	(iv) جاں نثار اختر کا سنہ وفات کیا ہے؟ (a) 1980ء (b) 1978ء (c) 1976ء (v) نازکی اس کے لب کی کیا کہیے پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے اس شعر میں کون سی صنعت استعمال کی گئی ہے؟ (a) استعارہ (b) تشبیہ (c) تعلیل **جواب:**	
	(i) (a) **احمد جمال پاشا**	1
	(ii) (c) **قصیدہ**	1
	(iii) (a) **خواجہ حسن نظامی**	1
	(iv) (c) **1976ء**	1
	(v) (b) **تشبیہ**	1 کل نمبر= 5